گجرات کی ایک عظیم دینی درس گاہ ”جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین“ ڈابھیل میں
اساتذہ وطلبہ کے سامنے کی گئی ایک مفید تقریر

حصولِ علم کے لئے اسلاف کی قربانیاں

حضرت مولانا مُحمّد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
بانی و شیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یو کے

at-tazkiyah

تفصیلات

کتاب کا نام	:	حصولِ علم کے لئے اسلاف کی قربانیاں
صاحبِ وعظ	:	حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
تاریخِ وعظ	:	۳ محرّم ۱۴۲۰ھ سنہ بمطابق ۱۹ اپریل ۱۹۹۹ سنہ ء
مقامِ وعظ	:	جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، گجرات، انڈیا
ناشر	:	دار التزکیہ، لیسٹر، یو کے
ای میل	:	publications@at-tazkiyah.com
ویب سائٹ	:	www.at-tazkiyah.com

ملنے کا پتہ

Islāmic Da'wah Academy,
120 Melbourne Road, Leicester
LE2 0DS. UK.
t: +44 (0)116 2625440
e: info@idauk.org

فہرست

تعارفی کلمات: حضرت مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم ۵

حصولِ علم کے لئے اسلاف کی قربانیاں ۷

طالبِ علم کسے کہتے ہیں؟ ۸

کامیابی کے لئے محنت ضروری ہے ۹

حصولِ علم کے لئے اسلاف کی قربانیاں ۱۰

ایک طالبِ علم کی احادیث کی حفاظت کے لئے قربانی ۱۱

محدّث بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ کی علم کے لئے حیرت انگیز جدّ وجہد ۱۱

ایک حدیث کے لئے ایک سال تک انتظار ۱۲

طالبِ علم کو تعلقات سے پرہیز کرنا چاہئے ۱۴

طالبِ علم مدرسے کے نظام میں دخیل نہ ہو ۱۴

طالبِ علمو! اپنی قدر پہچانو! ۱۵

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کے قیمتی اشعار ۱۶

علم پر عمل کرنا ہے ۱۷

گناہ علم کے لئے بہت بڑی رُکاوٹ ہے ۱۷

طلبہ کی ایک غلط فہمی ۱۸

آج کل مولوی پیدا نہیں ہوتے ۱۸

باادب بانصیب ۱۹

فضولیات سے اجتناب: علم کا ایک اہم تقاضا ۲۰

آخری کلمات ۲۱

ماٰخذ ومراجع ۲۲

تعارفی کلمات

حضرت مفتی احمد خانپوری صاحب دامت برکاتہم

شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، گجرات، انڈیا

خلیفۂ فقیہ الاُمّت حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

عزیز طلباء! اس وقت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں، برطانیہ میں جو حضراتِ علماء کرام خصوصی طور پر دینی و مِلّی خدمات انجام دے رہے ہیں ان میں مولانا کا بھی ایک امتیازی مقام ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو وہ صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں جن کی وجہ سے وہاں کے ماحول میں اور وہاں کے نوجوان طبقے میں ان کی نفسیات کو پہچان کر اور ان کے مسائل پر واقفیت حاصل کر کے وہ خدمت انجام دے رہے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں مقبولیت بھی عطا فرمائی ہے۔

اِس وقت ان کا یہاں آنا ہوا، مناسب معلوم ہوا کہ آپ حضرات کے سامنے ان کی طرف سے کچھ باتیں ہوجائیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ حضراتِ علماء کرام جو خصوصیت کے ساتھ مِلّی اور علمی خدمات انجام دے رہے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی خدمات کو قبولیت بھی عطا فرما رکھی ہے، ایسے حضرات کا جب یہاں آنا ہو تو ان کی طرف سے آپ کے کانوں میں بھی کچھ باتیں ڈلوا دی جائیں کیونکہ آپ اس وقت حصولِ علم کے جس فریضے کو انجام دے رہے ہیں اس سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو بھی یہی کام کرنا ہے، ایسے حضرات اپنے تجربات کی بنیاد پر آپ کو ضرور ایسی باتیں بتلائیں گے جو آپ کی آنے والی مِلّی اور علمی زندگی میں آپ کے لئے کارآمد ثابت ہوں گی۔

میں اپنی طرف سے کسی مضمون کی تعیین نہیں کرتا لیکن مجھے امید ہے کہ وہ اپنے تجربات کی بنیاد پر آپ کے سامنے ضرور ایسی باتیں فرمائیں گے جو ان شاء اللہ آپ کے لئے مفید ثابت ہوں گی اور انہی باتوں کو مدِ نظر رکھ کر آپ یہاں اپنے طالبِ علمی کے زمانے میں اپنے مستقبل کا نقشہ تیار کرسکیں گے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ آپ طلبہ کا یہاں وجود بڑا قیمتی ہے، یہاں رہ کر آپ اپنے آپ کو تیار کرتے ہیں اور یہاں سے جانے کے بعد آپ کو وہ کام کرنا ہے جس کے لئے آپ نے یہاں رہ کر تیاری کی ہے، کوئی بھی چیز پہلے فیکٹری میں تیار ہوتی ہے اور پھر وہ گھروں میں پہنچتی ہے اور اس کا استعمال ہوتا ہے، اسی طرح ہم بھی یہاں تیار ہو رہے ہیں اور باہر جا کر ہمیں کام کرنا ہے، اس زمانے میں بطورِ خاص اس بات کی بہت ضرورت ہے کہ ایسے حضراتِ علماء زیادہ سے زیادہ تیار ہوں جو اپنی علمی صلاحیتوں کے اعتبار سے بھی بڑے مضبوط ہوں اور دورِ حاضر کے مسائل پر بھی ان کی نظر ہو اور موجودہ نسل کی نفسیات سے بھی واقف ہوں اور ملت اور قوم کی ضرورتوں کو پورا کر کے دین کی حقیقی معنی میں خدمت انجام دے سکیں، میں مزید کچھ اور نہیں کہنا چاہتا، یہ ایک دو باتیں اس لئے کہیں تا کہ آپ مولانا کی باتیں غور سے سنیں اور اپنے لئے جو چیزیں مفید اور کارآمد معلوم ہوں ان کو نوٹ کریں اور اسی کی بنیاد پر اپنے لئے آئندہ کا لائحۂ عمل تیار کریں۔

حصولِ علم کے لئے اسلاف کی قربانیاں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ، أَمَّا بَعْدُ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ،[۱] أَوْ كَمَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ، وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ، سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ، اَللّٰهُمَّ انْفَعْنَا بِمَا عَلَّمْتَنَا وَعَلِّمْنَا مَا يَنْفَعُنَا. إِنَّ اللّٰهَ وَمَلآئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ، يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ.

میرے عزیز طلبہ! انگلینڈ سے یہاں حاضری کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد یہ تھا کہ یہاں کے مدارسِ اسلامیہ کی زیارت کی جائے اور علماء کرام اور مشائخِ عظام کی ملاقات کر کے ان سے استفادہ کیا جائے، ان مدارس میں سرِ فہرست جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل تھا اس لئے کہ اس ادارے کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے، اور مزید یہ کہ بندے کو حضرت مفتی (احمد خانپوری) صاحب دامت برکاتہم سے خاص لگاؤ اور محبت ہے اور حضرت والا میرے استاذ، مربی اور مرشد کی حیثیت رکھتے ہیں۔

میرے عزیزو! میں اس لائق تو نہیں کہ آپ حضرات کی خدمت میں کچھ عرض کروں

[۱] سنن الترمذي، أبواب العلم، باب فضل طلب العلم، ح(۲۶۴۷)

خصوصاً جب کہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم اور آپ کے اساتذۂ کرام تشریف فرما ہیں، مگر چونکہ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کا حکم ہے اس لئے بزرگوں سے سنی ہوئی اوران کی کتابوں میں پڑھی ہوئی چند باتیں آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کروں گا، آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ایسی باتیں کہلوائیں جو میرے لئے بھی کارآمد ہوں اورآپ حضرات کے لئے بھی مفید ثابت ہوں۔

طالبِ علم کسے کہتے ہیں؟

میرے عزیزو! ہم سب طالبِ علم ہیں اور ہمارا مقصد طلبِ علم ہے، طالبِ علم کسے کہتے ہیں؟ علم طلب کرنے والے اور علم کی جستجو کرنے والے کو طالبِ علم کہتے ہیں، اُس کو طالبِ علم کہتے ہیں جو ہر وقت علمِ نبوت کی جستجو میں لگا رہتا ہو، چاہے مدرسے میں ہو یا مدرسے سے باہر، اساتذہ کی نگرانی میں ہو یا تنہا، درس میں ہو یا فارغ اوقات میں، ہر وقت اس پر یہ فکر سوار رہتی ہے اور وہ اس جدّ و جہد میں رہتا ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ علم حاصل ہو جائے۔

اس کی یہ کیفیت اس لئے ہوتی ہے کہ اسے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ میری دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی اسی میں ہے کہ میں علم حاصل کروں اور اس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے خود اس پر عمل کروں، اعمالِ ظاہرہ اور اعمالِ باطنہ کا اہتمام کروں اور اس فکر میں لگا رہوں کہ بستی میں رہنے والے، قریب کے دیہاتوں اور شہروں میں رہنے والے، ملک میں رہنے والے اور بیرون ممالک میں رہنے والے اللہ تعالیٰ کے تمام بندوں تک یہ علم پہنچ جائے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے بن جائیں۔

میرے عزیزو! میں بھی چونکہ آپ ہی کی طرح ایک طالبِ علم ہوں اس لئے جب بھی موقع ملتا ہے تو اکثر دو باتیں سوچتا ہوں؛ پہلی یہ کہ حصولِ علم میں کامیابی کے لئے کون سی چیزیں

معاون ہوسکتی ہیں؟ اور دوسری یہ کہ اس راہ میں موانع یعنی رُکاوٹیں کیا ہیں؟ مقصد متعین ہوجانے کے بعد اگر یہ معلوم ہوجائے کہ حصولِ مقصد میں کون سی چیزیں معاون ہیں اور موانع کیا کیا ہیں تو کام بہت آسان ہوجاتا ہے، اگر معاون چیزوں کو اختیار کیا جائے اور موانع سے بچا جائے تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ مقصد میں کماحقّہ کامیابی حاصل ہوگی۔

کامیابی کے لئے محنت ضروری ہے

حصولِ علم کے لئے ایک اہم چیز محنت ہے، میرے عزیزو! محنت کے بغیر کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی۔

مَنْ طَلَبَ العُلٰی سَهِرَ اللَّيَالِيْ

جو بلندی کو چاہتا ہے وہ راتوں کو جاگتا ہے۔

لَوْ كَانَ هَذَا الْعِلْمُ يَحْصُلُ بِالْمُنٰى
مَا كَانَ يَبْقٰى فِي الْبَرِيَّةِ جَاهِلُ

اگر یہ علم صرف تمنّاؤں اور امنگوں سے حاصل ہوجاتا
تو روئے زمین پر کوئی جاہل باقی نہ رہتا۔

ہر سچے مسلمان کی خواہش ہوتی ہے کہ میں عالم بن جاؤں، میں مفتی بن جاؤں، میرا بیٹا عالم بن جائے، میرا بیٹا مفتی بن جائے، اگر بغیر کسی محنت اور جدّ وجہد کے صرف تمنّاؤں اور امنگوں سے یہ علم حاصل ہوجاتا تو اس روئے زمین پر کوئی شخص جاہل نہ رہتا، لیکن ایسا نہیں ہوتا۔

فَاجْهَدْ وَلَا تَكْسَلْ وَلَا تَكُ غَافِلًا
فَنَدَامَةُ الْعُقْبٰى لِمَن يَّتَكَاسَلُ

لہٰذا کوشش کرو اور سستی سے اپنے آپ کو بچاؤ اور غفلت
سے دور رہو اس لئے کہ سستی برتنے والے کا انجام ندامت
کے سوا کچھ نہیں۔

اس لئے ہمیں ہر حال میں اس بات کی پوری کوشش کرنی ہے کہ ہم علمِ دین کو اچھی طرح حاصل کریں، اس کے لئے کماحقّہٗ محنت کریں اور اچھی استعداد پیدا کریں تاکہ فراغت کے بعد ہم دین کی خدمت کرسکیں اور دین کے تمام تقاضوں کو پورا کرسکیں، اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ (آمین)

حصولِ علم کے لئے اسلاف کی قربانیاں

ہمارے اسلاف اور اکابر نے حصولِ علم کے لئے جو محنتیں اور کوششیں کی ہیں اس کا تصوّر بھی آج کے دور میں مشکل ہے، ہمارے لئے تو بہت آسان ہے کہ ہم ایک گھر چھوڑ کر دوسرے گھر میں آگئے ہیں، ہم میں سے بہت سے تو ایسے بھی ہیں جن کو اپنے گھر کے بنسبت یہاں زیادہ سہولتیں میسر ہیں، کھانے پینے کے اعتبار سے بھی جو سہولتیں یہاں میسّر ہیں وہ گھر پر نہیں ہوتیں، وقت پر کھانا مل جاتا ہے، سونے کی سہولتیں مل جاتی ہیں، وقت پر پڑھائی کا نظام ہے، کتابوں کا انتظام ہے، کتب خانے کا انتظام ہے، چونکہ دارالاقامہ میں قیام ہے اس لئے نہ سفر ہے نہ سفر کی مشقت۔

ہمارے اسلاف کا دور جفاکشی کا دور تھا، ان کے کارناموں سے کتابیں بھری پڑی ہیں جن کے مطالعے سے عقل حیران ہو جاتی ہے، ایک محدّث طلبِ حدیث کے لئے نکلے، استغناء کا یہ عالم تھا کہ طلبِ علم کے زمانے میں کبھی کسی سے سوال نہیں کیا اس لئے فاقہ بھی رہتا تھا، دو مرتبہ تو ایسا ہوا کہ پیشاب کے لئے گئے تو بجائے پیشاب کے خون نکلا۔[1]

---

[1] سیر أعلام النبلاء: ۱۹/ ۳۶۳

ایک طالبِ علم کی احادیث کی حفاظت کے لئے قربانی

ایک دوسرے محدّث کا واقعہ ہے، جب ان کا انتقال ہوا تو کسی نے انہیں خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ کیسے گزری؟ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی، ہوا یہ کہ میں ایک مرتبہ سفر میں تھا اور بارش شروع ہوگئی، احادیثِ پاک کا ذخیرہ ساتھ تھا، مجھے خیال آیا کہ اگر اس حال میں سفر جاری رہا تو حدیثوں کا یہ ذخیرہ پانی میں بھیگ کر ضائع ہوجائے گا، رات کا وقت تھا اور جنگل بیابان میں، مگر مجھے احادیث کے ذخیرے کو محفوظ رکھنے کی فکر تھی اس لئے میں نے اسے اپنی رانوں اور پیٹ کے درمیان رکھ دیا اور اس پر جھک گیا، پوری رات بارش ہوتی رہی، میں صبح تک تنِ تنہا اسی حالت میں رہا اور احادیث کے ذخیرے کو ضائع ہونے سے بچالیا، اللہ تعالیٰ کو میرا یہ عمل پسند آگیا اور میری مغفرت فرمادی۔[1] عزیزو! طلبِ علم کے لئے ہمارے اکابر کی ایسی عظیم الشان قربانیاں تھیں۔

محدّث بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ کی علم کے لئے حیرت انگیز جدّ وجہد

امام بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ ایک بڑے محدّث گزرے ہیں، اندلس کے رہنے والے تھے، انہوں نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کرنے کے لئے بغداد کا رخ کیا، عمر صرف بیس سال تھی، بغداد کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر خلیفۂ وقت نے پابندی لگا رکھی ہے اور ملاقات اور حلقۂ درس قائم کرنے سے روک رکھا ہے۔

بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ بغداد پہنچے اور تلاش کرتے کرتے کسی طرح امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے گھر تک پہنچ گئے اور عرض کیا کہ حضرت! میں بہت دور اندلس سے آیا ہوا ایک پردیسی مسافر ہوں، آپ سے حدیث حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ امام احمد بن حنبل

---

[1] صفحات من صبر العلماء، ص:۲۵۹

رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مجبوری بتلاتے ہوئے فرمایا کہ میرے اوپر پابندی ہے اور اس وقت یہ ممکن نہیں ہوگا۔ بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ مجھے یہاں کوئی نہیں پہچانتا اس لئے کہ میں یہاں پہلی مرتبہ آیا ہوں، اگر آپ مجھے اجازت دے دیں تو میں روزانہ فقیروں کا لباس پہن کر آپ کے دروازے پر دستک دوں گا اور فقیروں والی صدا لگاؤں گا، آپ مجھے کچھ دینے کے بہانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صرف ایک حدیث سنا دیا کریں گے تو بھی میرے لئے بہت ہوگا۔ بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو راضی کرلیا، وہ روزانہ فقیروں کا لباس پہنے ہاتھ میں لاٹھی لئے ہوئے آتے اور صدا لگاتے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ دروازہ کھولتے اور کبھی ایک حدیث، کبھی دو حدیثیں اور کبھی اس سے بھی زیادہ بیان کر دیتے اور امام بقی رحمۃ اللہ علیہ لکھ لیتے، کئی مہینوں تک یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ خلیفۂ وقت کا انتقال ہوگیا اور اس کی جگہ دوسرا صحیح العقیدہ خلیفہ تخت نشین ہوا، اس نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پابندی اُٹھالی اور لوگ علمِ حدیث کی طلب میں آپ کے پاس دنیا کے کونے کونے سے آنے لگے، حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جب بھی بقی بن مخلد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے تو انہیں بلا کر اپنے قریب بٹھاتے اور دوسرے طلبہ کے سامنے ان کا قصّہ بیان کرتے اور فرماتے:

هَذا يَقَعُ عَلَيْهِ اِسْمُ طَالِبِ العِلْمِ

طالبِ علم کہلانے کا اصلی حقدار یہ (یعنی بقی بن مخلد) ہے۔[1]

میرے عزیزو! یہ ہے حصولِ علم کے لئے ہمارے اکابر کا شوق اور جذبہ۔

ایک حدیث کے لئے ایک سال تک انتظار

اسی طرح ایک اور محدّث گذرے ہیں امام غالب القطّان رحمۃ اللہ علیہ، روئی کی تجارت کرتے تھے، ایک مرتبہ کوفہ گئے، غرض صرف تجارت تھی مگر وہاں پہنچے تو خیال آیا کہ یہاں

---

[1] صفحات من صبر العلماء، ص:۵۶

کے اہلِ علم سے استفادہ کرنا چاہئے، محدّثِ کبیر حضرت سلیمان اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ درس میں شرکت کرنے لگے اور ان سے حدیثیں حاصل کرتے رہے، ایک سال کے بعد اپنے وطن بصرہ واپسی کا ارادہ کیا، آخری رات اپنے استاذ امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گزاری، جب امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ تہجّد کے لئے کھڑے ہوئے تو اس میں انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران:۱۸)

اور اس کے ساتھ اور بھی کچھ کلمات کہے، امام غالب القطّان رحمۃ اللہ علیہ جب صبح کے وقت رخصت ہونے لگے تو عرض کیا کہ میں نے آج آپ کو یہ آیت کئی مرتبہ پڑھتے ہوئے سنا، کیا آپ کو اس کے متعلق کوئی حدیث پہنچی ہے؟ میں آپ کی خدمت میں ایک سال رہا مگر میں نے اس سلسلے میں آپ سے کوئی حدیث نہیں سنی۔ جواب میں امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے یہ جملہ نکل گیا:

وَاللّٰهِ لَا أُحَدِّثَنَّكَ بِهٖ سَنَةً

اللہ کی قسم! ایک سال تک میں تمہیں یہ حدیث ہرگز نہیں سناؤں گا۔

میرے عزیزو! امام غالب القطّان رحمۃ اللہ علیہ ایک سال کے قیام کے دوران سینکڑوں حدیثوں کا ذخیرہ جمع کر چکے تھے، اس کے باوجود علم کے ایسے حریص تھے کہ آپ نے سفر کا ارادہ ملتوی کر دیا، اور مزید ایک سال تک قیام کا فیصلہ کر لیا، جب سال پورا ہوا تو اپنے استاذِ محترم سے عرض کیا کہ حضرت! سال پورا ہو گیا ہے، اب حدیث سنا دیجئے۔ جب امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث سنائی تب امام غالب رحمۃ اللہ علیہ واپس اپنے وطن لوٹے۔[۱]

---

[۱] جامع بیان العلم وفضلہ: ۳۴۶/۱

طالبِ علم کو تعلقات سے پرہیز کرنا چاہئے

میرے دوستو! ہم طالبِ علموں کے لئے ضروری ہے کہ ہم خوب محنت کریں اور پورے انہماک کے ساتھ علم حاصل کریں، دوستی اور تعلقات سے ہم خوب پرہیز کریں، ہماری دوستی ہمارے اساتذۂ کرام سے ہو، ہماری کتابوں سے ہو، ہماری درس گاہ سے ہو اور ہمارے مدرسے کے نظام سے ہو، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ محترم حضرت مولانا یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ طالبِ علم کتنا ہی غبی کیوں نہ ہو، اگر وہ تعلقات سے پرہیز کرتا ہے، دوستی سے دور رہتا ہے اور انہماک کے ساتھ اپنے مقصد میں لگا رہتا ہے، کتابوں سے اور اساتذہ سے دوستی کر لیتا ہے تو وہ ضرور کامیاب ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس سے دین کی خدمت ضرور لیں گے، اور طالبِ علم کتنا ہی ذہین کیوں نہ ہو، اگر وہ دوستی میں لگ گیا، تعلقات میں لگ گیا تو وہ محروم رہے گا۔[1]

طالبِ علم مدرسے کے نظام میں دخیل نہ ہو

ہمیں چاہئے کہ اپنے اساتذہ اور اکابر کی رہنمائی کے مطابق طلبِ علم میں مشغول رہیں، حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے تھے کہ طالبِ علم کو مدرسے میں داخل ہونا چاہئے، دخیل نہیں ہونا چاہئے۔ مطلب یہ ہے کہ طالبِ علم مدرسے میں داخل ہو کر اپنے مقصد میں لگا رہے، جہاں تک مدرسے کے انتظام کا تعلق ہے، اس میں مداخلت نہ کرے، اساتذہ ہمارے حق میں مشفق ہوتے ہیں، خیر خواہ ہوتے ہیں، ہمدرد ہوتے ہیں، بس ان کے مقرّر کردہ نظام کے مطابق خوشی خوشی چلنا چاہئے، میں نے اپنے محبوب حضرت، حاجی محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم سے سنا کہ جہاں تک مخلص اساتذہ اور مخلص مشائخ کا تعلق ہے تو وہ اپنے طلبہ اور اپنے مریدوں کے حق میں یہی تمنّا رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان سے

---

[1] آپ بیتی: ۲۶/۱

بھی اونچا مقام نصیب فرمائیں، جس طرح ایک لکھ پتی باپ اپنے بیٹے کے متعلق یہی تمنّا کرتا ہے کہ میرا بیٹا کروڑ پتی بن جائے اسی طرح ہمارے اساتذہ اور ہمارے مشائخ کی بھی یہی خواہش، کوشش اور دعا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے چھوٹوں کو ان سے بھی اونچا مرتبہ عطا فرمائیں۔ جب ان کی ہمارے حق میں یہ تمنّا ہوتی ہے تو ہمیں ان کے مشوروں اور ان کی ہدایات پر دل وجان سے عمل کرنا چاہئے، بلکہ جب بھی کوئی کام کرنا ہو تو ان سے مشورہ لے کر کرنا چاہئے۔

طالبِ علمو! اپنی قدر پہچانو!

میرے عزیزو! اس بات کو اپنا نصب العین بنالو کہ ہمیں اپنے اسلاف کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ہر قسم کی قربانی دے کر علم حاصل کرنا ہے، ہمیں چاہئے کہ اپنی اور علم کی قدر پہچانیں اور احساسِ کمتری کے شکار نہ ہوں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس کام میں لگایا ہے وہ بہت اونچا بلکہ سب سے اونچا کام ہے، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهٗ[1]

تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے۔

ہمارے مدارس کے بعض طلبہ جب اربابِ ثروت یا جدید تعلیم یافتہ حضرات کو دیکھتے ہیں تو کبھی کبھی احساسِ کمتری میں مبتلا ہوجاتے ہیں، وہ خود کو حقیر محسوس کرتے ہیں، میرے عزیزو! ایسا نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں علمِ نبوت کی جو دولت عطا فرمائی ہے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی دولت نہیں، ہم پر خاص کرم فرمایا اور ہمیں اچھا ماحول عطا فرمایا، اربابِ علم وفضل کی معیت نصیب فرمائی اور علمِ نبوت کے لئے قبول کرلیا، یہ بہت بڑی نعمت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

[1] صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب خيركم من تعلّم القرآن وعلّمه، ح(۵۰۲۷)

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ[1]

اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ عظیم الشان اور عمومی بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اسے فقیہ فی الدین بناتے ہیں۔

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کے قیمتی اشعار

جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسی عظیم نعمت سے نوازا ہے تو ہمیں احساسِ کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہئے، حضرت علی کرّم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

رَضِيْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِيْنَا
لَنَا عِلْمٌ وَ لِلْجُهَّالِ مَالُ

ہمارے حق میں اللہ تعالیٰ کی جو تقسیم ہے ہم اس
پر راضی ہیں، ہمیں علم سے نوازا اور غیرِ علماء کو مال دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں مال اور علم کی جو تقسیم فرمائی ہے کہ ہمیں علم دیا اور دوسروں کو مال، ہم اس تقسیم پر راضی ہیں، کیوں؟

فَإِنَّ الْمَالَ يَفْنٰى عَنْ قَرِيْبٍ
وَإِنَّ الْعِلْمَ بَاقٍ لَا يَزَالُ

اس لئے کہ مال عنقریب فنا ہو جائے گا اور علم ہمیشہ
باقی رہے گا۔

یہ علمِ نبوت ایسی دولت ہے کہ وہ ہمیں دنیا میں بھی کام دے گی اور آخرت میں بھی، یہ علم دنیا میں بھی ساتھ رہے گا، قبر میں بھی ساتھ رہے گا، حشر میں بھی ساتھ رہے گا اور جنت میں بھی

[1] صحيح البخاري، كتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا يفقّهه في الدين، ح(۷۱)

ہمیشہ کے لئے ساتھ رہے گا، جہاں تک دنیوی تعلیم کا تعلق ہے تو وہ موت آتے ہی رخصت ہو جائے گی، کوئی ڈاکٹر آخرت میں ڈاکٹر نہیں رہے گا، کوئی انجینئر آخرت میں انجینئر نہیں رہے گا، اس لئے میرے عزیزو! ہمیں علم کی بھی قدر پہچاننی ہے اور اپنی بھی، اور اپنے مقصد کو سمجھ کر پورے انہماک کے ساتھ اس میں موت تک لگے رہنا ہے۔

علم پر عمل کرنا ہے

ایک اور بات جس کا ہمیں خیال رکھنا بہت ضروری ہے وہ یہ ہے کہ جو علم ہم حاصل کریں اس پر ہم عمل بھی کریں۔

اَلْعِلْمُ بِلَا عَمَلٍ كَالشَّجَرِ بِلَا ثَمَرٍ

علم بغیر عمل کے بغیر پھل والے درخت کے مانند ہے۔

ہمیں علم پر عمل کرنا ہے، علم کے جتنے تقاضے ہیں ان سارے تقاضوں کو پورا کرنا ہے، تقوے والی زندگی اختیار کرنی ہے، علومِ ظاہرہ کے ساتھ علومِ باطنہ کے حصول کی بھی فکر کرنی ہے تاکہ ہمارے اعمال کی اصلاح ہو، ہمارے لئے حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم اللہ کی بہت بڑی نعمت ہیں، ان کی صحبت اختیار کریں اور ان سے خوب استفادہ کریں اور اپنے نفس کی اصلاح کرائیں۔

گناہ علم کے لئے بہت بڑی رُکاوٹ ہے

طلبِ علم کے راستے میں گناہ سب سے بڑی رُکاوٹ ہے، آپ کو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کا ہمیشہ استحضار رہنا چاہئے:

شَكَوْتُ إِلٰى وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِيْ
فَأَرْشَدَنِيْ إِلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِيْ

وَأَخْبَرَنِيْ بِأَنَّ الْعِلْمَ نُوْرٌ
وَنُوْرُ اللّٰهِ لَا يُهْدٰى لِعَاصِيْ

میں نے اپنے استاذ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے حافظے کی کمزوری کی
شکایت کی تو انہوں نے گناہوں کو چھوڑنے کی طرف میری
رہنمائی فرمائی، اور مجھے بتلایا کہ علم (اللہ تعالیٰ کی طرف سے)
ایک خاص نور ہے اور وہ کسی گنہگار کو عطا نہیں کیا جاتا۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ امام وکیع رحمۃ اللہ علیہ سے حافظے کی کمزوری کی شکایت کی، تو آپ نے مجھے اپنی زندگی کا جائزہ لینے کا اور توبہ کر کے گناہوں سے دور رہنے کا حکم فرمایا اور بتایا کہ جب گناہ سرزد ہوتا ہے تو دل گندا ہو جاتا ہے اور نورِ علم کے قابل نہیں رہتا۔ طلبۂ عزیز کو اس کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔

طلبہ کی ایک غلط فہمی

بہت سے طلبہ کے ذہن میں یہ بات ہوتی ہے کہ ابھی ہمارا بچپنہ ہے، طالبِ علمی کا دور ہے، کھیلنے کودنے کا زمانہ ہے، سیر و تفریح کا زمانہ ہے، جہاں تک اصلاحِ نفس، اصلاحِ اعمال اور تقوے کی بات ہے، یہ فراغت کے بعد کی باتیں ہیں، ان شاء اللہ فراغت کے بعد کسی بزرگ سے تعلق جوڑ کر اپنی اصلاح کروالیں گے، عزیزو! میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے اور تجربہ سے بھی پتا چلتا ہے کہ جو شخص طالبِ علمی کے زمانے میں اپنے اعمال اور احوال کی نگرانی نہیں رکھتا، تقوے کا اہتمام نہیں کرتا، گناہوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا، طاعات کی کوشش نہیں کرتا، اس کے لئے فراغت کے بعد اس راستے پر چلنا بہت مشکل ہوتا ہے۔

آج کل مولوی پیدا نہیں ہوتے

میرے عزیزو! ہمیں علومِ ظاہرہ کے ساتھ علومِ باطنہ کی بھی فکر کرنی چاہئے، ہمیں مشائخ

سے اصلاحی تعلق قائم کر کے اپنی اصلاح کرانی چاہیئے، اصلاح کے بغیر نِرا علم کارآمد نہیں ہوتا، حکیم الاُمّت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ آج کل مولانا تو بہت پیدا ہوتے ہیں مگر مولوی پیدا نہیں ہوتے۔[۱]

عزیز طلبہ! مولوی اللہ والے کو کہتے ہیں، آج کل اللہ والے کم ملتے ہیں، ہمیں اپنی اصلاح کی فکر کرنی ہے اور اللہ جل جلالہ وعم نوالہ سے اپنا تعلق جوڑنا ہے، اپنے قلوب کو اللہ کی معرفت، اللہ کی محبت اور اللہ کی تجلیات کا مرکز بنانا ہے، اور یہ چیزیں بزرگوں کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتیں۔

باادب بانصیب

ایک اور بات جس کا ہمیں خاص خیال رکھنا ہے وہ علم کے آداب کا اہتمام ہے؛ اساتذہ کا ادب ہو، کتابوں کا ادب ہو، درس گاہ کا ادب ہو۔

مَنْ لَا اَدَبَ لَه لَا عِلْمَ لَه

جو ادب نہیں کرے گا اس کو علم حاصل نہیں ہوگا۔

باادب بانصیب، بے ادب بے نصیب

جو ادب اختیار کرے گا اسے کچھ نہ کچھ حصّہ ضرور ملے گا اور جو بے ادب رہے گا اس کو کچھ نہیں ملے گا، حضرت امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا کتاب کے سلسلے میں ادب کا یہ اہتمام تھا کہ آپ کبھی کسی کتاب کو بغیر وضو کے ہاتھ نہیں لگاتے تھے، ایک رات آپ کو اسہال کی شکایت ہو گئی، آپ کو سترہ مرتبہ بیت الخلاء جانے کی ضرورت پیش آئی، ظاہر ہے کہ اسہال کی وجہ سے ضعف بھی طاری ہوا ہوگا لیکن اس کے باوجود طلبِ علم کو نہیں چھوڑا اور جتنی مرتبہ قضاءِ حاجت

[۱] ملفوظات وواقعات حضرت مفتی شفیع صاحب، ص: ۳۳

کے لئے گئے ہر مرتبہ وضوء بھی کیا۔[1] یہ وضوء فرض یا واجب نہیں تھا، مگر اس کے باوجود آپ نے اہتمام کیا اس لئے کہ ادب کا یہی تقاضا تھا۔

علّامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ میں نے سات سال کی عمر کے بعد کبھی بھی وضوء کے بغیر کسی دینی کتاب کو ہاتھ نہیں لگایا۔[2] آپ کے متعلق یہ بات بہت مشہور ہے کہ جب کتاب کا مطالعہ کرنے بیٹھتے تو حاشیہ دیکھنے کے لئے کتاب کو اپنے تابع نہیں کرتے تھے بلکہ خود کتاب کے تابع ہو جایا کرتے تھے، یعنی حاشیہ دیکھنے کے لئے کتاب کو گھماتے نہیں تھے بلکہ خود اُٹھ کر دوسری جانب چلے جاتے اور پھر وہاں بیٹھ کر حاشیہ دیکھتے۔[3]

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اساتذہ کا بھی خوب ادب ہو، کتابوں کا بھی خوب ادب ہو، درس گاہ کا بھی خوب ادب ہو، مدرسے کا بھی خوب ادب ہو اور اپنے کلاس کے ساتھیوں کا بھی خوب احترام ہو، ہم نے اگر آداب کا خیال رکھا تو اللہ جلّ جلالہ وعمّ نوالہ علم کے حصول کو ہمارے لئے آسان فرمائیں گے اور اس میں برکت پیدا فرمائیں گے۔

فضولیات سے اجتناب: علم کا ایک اہم تقاضا

ایک اور اہم بات فضولیات اور لغویات سے بچنا ہے، آج کل طلبہ فضول کاموں میں بہت وقت خرچ کرتے ہیں، چار بجے چھٹی ہوئی اور چھ بجے مطالعہ ہے، اب چار بجے سے لے کر چھ بجے تک لغویات میں وقت صرف ہو رہا ہے، کرکٹ، فٹ بال میں لگے ہوئے ہیں، کرکٹ اور فٹ بال کی کمنٹری میں لگے ہوئے ہیں، کسی میچ کے بارے میں ایک دوسرے سے باتوں میں مشغول ہیں، سبق کے دوران بھی اس خیال میں رہتے ہیں کہ پتا نہیں کون سی

---

[1] تعليم المتعلّم في طريق التعلّم، ص: ۸۲

[2] نقشِ دوام، ص: ۱۱۵

[3] حیاتِ محدّث کشمیری، ص: ۱۱۵

ٹیم جیت رہی ہوگی، بجائے اس کے کہ عصر اور مغرب کے درمیان تفریح کے دوران ہم دوستوں کے ساتھ علمی گفتگو کرتے، ہم کرکٹ اور فٹ بال کی باتوں میں مشغول رہتے ہیں، تفریح یا کھیل کود کے دوران تعلیم و تعلّم کا خیال نہیں آتا کہ کھیل کب ختم ہو کہ ہم پڑھنے میں مشغول ہو جائیں، لیکن سبق یا مطالعے کے دوران کرکٹ، فٹ بال اور دوسرے فضول کاموں کا خیال ضرور آتا ہے، عزیزو! لغویات اور فضولیات میں مشغولی کے ساتھ علم کیسے آئے گا؟ علم کا نور کیسے نصیب ہوگا؟

آخری کلمات

میرے پیارے طلبہ! اب بات کو ختم کر رہا ہوں، آپ سے میری التجا ہے کہ دین کی خدمت کا جذبہ اور عزم پیدا کریں، ہمتیں بلند رکھیں، فراغت کے بعد بھی اپنے بڑوں سے تعلق اور ربط رکھیں اور ان کے مشوروں کو اہمیت دے کر ان پر عمل کریں، ان کی دعا اور توجّہ ہمارے لئے بہت بڑا سرمایہ ہے، میرا یہ تجربہ ہے کہ بزرگوں کی دعاؤں اور ان کی توجّہات سے کام اس طرح بنتے چلے جاتے ہیں کہ اس کا تصوّر بھی نہیں ہوسکتا۔

اللہ جلّ جلالہ وعمّ نوالہ مجھے اور آپ کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں اور صلاحیت وصالحیت اور قابلیت ومقبولیت نصیب فرمائیں۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

وَصَلَّى اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَأَصْحَابِہٖ أَجْمَعِیْنَ

مأخذومراجع

شمار	کتاب	مصنّف/مرتّب	ناشر
۱	صحيح البخاري	الإمام البخاري	دار التأصيل،مصر
۲	سنن الترمذي	الإمام أبو عيسٰى الترمذي	دار التأصيل،مصر
۳	سير أعلام النبلاء	الإمام الذهبي	مؤسسة الرسالة،بيروت
۴	جامع بيان العلم وفضله	الحافظ ابن عبد البرّ	دار ابن الجوزي،الدمام
۵	صفحات من صبر العلماء	الشيخ عبد الفتّاح أبو غدّة	دار البشائر الإسلامية
٦	تعليم المتعلّم في طريق التعلّم	الإمام برهان الإسلام الزرنوجي	طبع المكتب الإسلامي
۷	نقشِ دوام	حضرت مولانا انظرشاہ کشمیری	ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ،ملتان
۸	آپ بیتی	حضرت شیخ مولانا محمد زکریا کاندھلوی	مکتبہ عمر فاروق،کراچی
۹	ملفوظات وواقعات حضرت مفتی محمد شفیع صاحب	حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی	ادارۃ المعارف،کراچی